بمعونِ خدائے عزّ وجلّ خالقِ آسمان و زمین نسخہ
ایجاد رنگین
در مطبع اصفہانی واقع کانپور باہتمام منشی بینی پرشاد و طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو سکے ہے حمد کیا اوس پاک کی | پاک کی جسنے یہ صورت خاک کی
سوختہ ہون جسپا ملائک کے بھی پر | اوس جگہہ مین کردیا اوسکا گذر
یان تلک رتبہ دیا اس خاک کو | کردیا فرمانبر ہفت افلاک کو
واقف اسرار اسکو کر دیا | تھا جو نور معرفت سو بھر دیا
گنج مخفی مین جو تھا اسرار غیب | اسپہ ظاہر کردیا بی شک و ریب
پھر نفخت فیہ فرمایا اسے | جز بشر یہ حکم آیا ہے کسے
بی ستون برپا کیا افلاک کو | اور پانی پر بچھایا خاک کو
پھر بگڑنے جب لگا وہ رنگ فرش | کوہ کے اوسپر رکھے تب سنگ فرش
صانع قدرت نے جبدم کی رقم | صفحۂ تقدیر پر لیکر قلم

طول اے رنگین ہے اب تجھکو کیا | الغرض اپنا یہی ہے مدعا

تنبیہ نفس

کھیل کے جینے کو جینے مین نہ گن | کھیل ہے بس ہاتھہ تو تھا اب تلک دن

سوچ لے جیمین جیئے گا کب تلک | نقل ہے کھائے پیئے گا کب تلک

مر تو اوسپر ہو نہین جسکو فنا | دل کو یان اہل فنا سے مت لگا

ڈر کے رکھہ بحر مجازی مین گام | ڈوب جا عشق حقیقی مین تمام

تاچ بن تیری گذرتی گر نہو | دیکھہ تو قدرت کی او [illegible]

چاہے گر گانا تو سن لے ہوش کر | نغمۂ دل کی طرف تو گوش کر

اور جو اچھی شکل کی ہو کچھہ ہوا | تو تعین کا ذرا پردہ اوٹھا

شوق گر باتون کا ہے تو لا کلام | ذکر الا اللہ کر ہر صبح و شام

تو تو دریاے بدی مین غرق ہے | تجھہ مین اور شیطان مین کیا فرق ہے

جسطرح بد کی بدی جاتی نہین | نیک کے جیمین بدی آتی نہین

تو اگر مانے نصیحت میری ایک | تو تو مین جانون تری خلقت ہے نیک

اور نہ مانے تو اگر میرا کہا | تو مین سمجھون یہ کہ ہے تجھمین خطا

زندگی لہو و لعب مین کھو نہین | راہ مین اپنی یہ کانٹے بو نہین

نیک ہو بد رہ نہ از بہر خدا | سب کو تو جو کسطرح سے مت ستا

حکایت کژدم

ایک نے بچھوسے کی گفتگو | ڈنک بے تقصیر کیون مارے ہے تو

حکایت شکرہ و پدّہ

ایک شکرہ تہا کہ اوسکو صید بن / دشت مین گذرے تہے یون ہین آٹہ دن

بہوک کے مارے ہوا جب نیم جان / تب ہوا صید افگنی کا اوسکو دہیان

بارے اک پدّے کے پیچہی وہ اوڑا / پدّا جا اک شخص کے پیچہے چہپا

اور لگا کہنے خبر تو میری لے / جان کو میری نجات اب اس سے دے

جب بچایا اوسنے اوس پدّے کو وان / تب کہا شکرے نے سن ای مہربان

آٹہ دن کے بعد یہ پایا تہا صید / بچ گیا ہے مجہسے جو یون کرکے کید

[illegible] تو بہی پر مین موا / کیا ثواب اسمین بتا تجہکو ہوا

بہوک پر اک پدّہ میری غور کر / دے اسے مجہکو نہ لا کچہ دل مین ڈر

ماجرا یہ سنکے وہ مرد خدا / ایک دو ساعت تلک ہچکچا رہا

پوچہا یہ شکرے سے یہ کہہ تو مجہے / گوشت سے ہے کام یا اس سے تجہے

بولا وہ طعمہ ہی سے مجہکو ہے کام / اس سے کچہ مطلب نہین ای نیکنام

اوس نے یہ سنکر اولٹ دامن کا پاٹ / دے دیا جہٹ گوشت اوتنا اوسکو کاٹ

رحم اوسکی جان پر اوسنے کیا / گوشت اپنا کاٹ کر اوسکو دیا

لیکے اوسکو اوڑ گیا وہ جانور / اوڑ گیا جان اپنی لے پدّا اودہر

مرد صالح بسکہ تہا وہ نوجوان / یون بچائی اوسنے اون دونونکی جان

سچ تو ہے انسان او نہین کا نام ہے / رحم کہانا جنکا دائم کام ہے

جان پر اپنے ہی دکہ لیتے ہین وہ / کب اذیت اور کو دیتے ہین وہ

اور اک انسان ہین ہم روسیاہ / دم بدم کرتے ہین جو بیحد گناہ

حکایت مرد قمار [illegible]

اوسنے اوسکے منہ سے سنتے ہی شتاب — سوچ کر جلدی دیا اوسکو جواب

یہ سبب اسکا ہے اے عالی مقام — ہے نجاست کھانا دائم میرا کام

اس سے ہر اک نیک و بد آگاہ ہے — واقف اس سے ساری خلق اللہ ہے

جس میں ہرگز گھن نہیں لاتی ہوں میں — تھوک سب کا اس سبب کھاتی ہوں میں

اب کسی کامل کا شاید ہاتھ آئے — وہ نجاست کی کثافت کو مٹائے

اور کچھ مطلب نہیں اب ہے مجھے — بس یہی لالچ ہے تم سب سے مجھے

ہاتھ سے [illegible] بد نے انصاف کو — منصفی کر منصف اپنے جس میں ہو

بعد [illegible] کا ہو بیان — اور نہ ہو کچھ غم تجھے اے مہربان

دیکھ تو کیا اوس کی ہمت ہے بلند — تجھ سے بہتر ہے وہ مرغی لاکھ چند

عیش دنیا ہی کا یان ذکر ہے — عاقبت کا بھی تجھے کچھ فکر ہے

زاد رہ اصلا نہیں جانا ہے دور — کچھ تو اسکی فکر کرنا ہے ضرور

جب سے آیا ہے یہ میرے دھیان میں — تب سے آیا ہے خلل اوسان میں

لیکن آجاتا ہے جب یہہ شعر یاد — تب میں ہو جاتا ہوں اپنے دل میں شاد

سرنوشت ما بدست خود نوشت — خوشنویس ست او نخواہد بد نوشت

بد کو ہوتا ہے غرض نیکی سے پر — نیک سے کب ہو کچھ نیکی بغیر

ایسی فرصت میں وہاں کی فکر کر — کچھ وہاں کی فکر بن مت ذکر کر

دیدہ و دانستہ کیونکر چپ رہوں — فکر وہاں کی یہہ ہے میں تجھسے کہوں

چاٹ نادان اب کسی انسان کا — پھر نکھا غم دین اور ایمان کا

نفس دشمن ہے جو ظاہر میں نحیف — اسکو جس میں مت سمجھ ہرگز ضعیف

بہول مت تو اسکے نقش و رنگ پر
مار ہر دم اسکے سر کو سنگ پر

اسکے کاٹے کا نہین ہے کچھہ علاج
سیکھہ لے منتر تو اسکا مجھسے آج

بر خلاف اسکے ہمیشہ کر تو کام
بس یہی منتر ہے اوسکا والسلام

کیا تجھے کچھہ عقل سے بہرہ نہین
زندگی پر بہول کر لہرا نہین

گور کو باہنی سمجھہ اندیشہ کر
اور کجی سے راستی کو پیشہ کر

موت کو تو یاد کر جیسےن کانپ
چل نہین سکتا ہے کج باہنی مین سانپ

جان مت دشمنکو اپنے تئین حقیر
یاد رکھہ تو پند ہے یہ دلپذیر

مت سمجھہ پوچ اس مری گفتار کو
مکڑی لیتی ہے [illegible] کو

حکایت عنکبوت و مگس

کود کر مکڑی نے مکہی لی پکڑ
اور جالے سے دیا اوسکو جکڑ

بہن بہنائی وہ بہت ہو بیقرار
پر نہ چہوٹی اوس بلا سے زینہار

اسمین آپہنچا وہان اک نیکمرد
دیکہہ اوسکو اوسکے ہو آیا دلکو درد

بولا اسکو مین چہڑاؤن قید سے
پکڑا مکڑی نے ہے اسکو کید سے

جو نہین مکہی کو دیا اوسنے چہڑا
وو وہین آئی غیب سے اوسکو ندا

تو نے مکہی کی بچائی اوس سے جان
بہوک پر مکڑی کے رکہا کچھہ نہ دہیان

لب پہ جان آئی تہی اوسکی رزق بین
صاف گذری اوسپہ یہ پیاسے دن

دخل کرتا ہے خدا اسمین مرے
رحم اب یہ زہر ہے حقمین ترے

اوسنے جب یافت یہہ گفتار کی
تب وہین رو رو کے استغفار کی

آپکو یارب سے سلامت تو نکال
ہے یہ توبہ قفل عصیان کی کلید
پہر تو کیون ہوتا ہے ظالم ناامید
دیکہہ توبہ کر کہ تا ہووے نہال
کچھہ نہ حق اللہ طوطے کی مثال

حکایت طوطا

ایک طوطا بولنے مین طاق تہا
اوسکا ... شہرہ آفاق تہا
[illegible]

کیا کہوں وصف اوسکی مین تقریر کا
تہا وہ مشغولا جوان و پیر کا

مالک اوسکا ایک اہل ہند تہا
پر بہت بد وضع مرد رند تہا

اپنے افعالوں سے ہوکر منفعل
ایکدن رونے لگا وہ سنگدل

بولا طوطا بے سبب روتا ہے کیون
تو خلاف عادت اب روتا ہے کیون

بولا وہ اے مرغ دلکش خوش نوا
درد عصیان کی دوا مجکو بتا

کہہ تو تو اوس درد کا کہتا ہے کیا
ہوسکے مطلق نہ جسکی کچہ دوا

بولا طوطا جوان [illegible] دنیا مین آج
کوئی اوس مین تو نہین ہے لاعلاج

[illegible] انسان ہے
جو بجانے اسکو وہ انجان ہے

آج تک تو ہین کھلی توبہ کے در
حق سے ڈر کر دل سے استغفار کر

جب خدا نا کردہ ہو جاوینگی بند
تب نہین ہونے کی توبہ سودمند

غرق گو عصیان مین ہے سرتا بپا
پر امید عفو سے مت ہاتہ اوٹہا

کچہ خلل اپنے نہ لا اوسا نہین
ہے لکہا لا تقنطوا قرآن مین

رہبری توبہ کی یون طوطے نے کی
حق تعالے نے ہدایت اوسکو دی

ہو مسلمان غم سے وہ بیغم ہوا
اوس نے جیتی جی گنہ پہر کم ہوا

واد تو یہ تھوڑے دنون مین مر گیا
گوی مردی سب سے آگے لے گیا

منفعل تو بہی تو رنگین جی مین ہے
کر نہ ضائع مفت اس فرصت کو

کاش ہوتا ایسا طوطا اے عزیز
سیکھتے انسان آ تجہسے تمیز

جی سے بہاتی ہے تجہے قیل و قال
موت کا ہرگز نہین تجہکو خیال

زندگانی پر نہ کر اتنا غرور
مرگ کو مطلق نہ جان اپنے سے دور

ایک ہم ہین طالب دنیای دون ۔ رنڈیونسے سارے عالم کی زبون
تسپہ کہتے ہین کہ ہان ہم مرد ہین ۔ مرد ہین اور مرد صاحب درد ہین
خیر ہوا ور تیز سمجہے آپ کو ۔ اوسکے صدر حمت ہے ہان اور باپ کو
اور جو رنڈی مرد اپنے کو کہائے ۔ کیا کہون مین وہ خدا اچہے سے پائے
جون یہودی کو مسلمان رند سا ۔ جانتا تہا یہ کہ ہے مجہسے برا

حکایت یہود و مسلمان

تہا یہودی ایک مرد حق شناس ۔ شہر مین رہتا تہا وہ شبلی کے پاس
تہا مسلمان اوسکا اور اک ہمنفر ۔ لیکن ایسا رند مشرب تہا کہ بس
بسکہ باہم تہا بہت سا ارتباط ۔ دونون اک دن کر رہے تہے اختلاط
ہنسکے اوس سے اوس مسلمان نے کہا ۔ تو خدا کیواسطے اسلام لا
جب کہا اوسنے مکرر بار بار ۔ تب یہودی نے کہا اے میرے یار
حضرت شبلی کا جو اسلام ہے ۔ اوسکی خواہش مجہکو صبح و شام ہے
پر جو ہے آئین ترا اے خود پسند ۔ اوس سے میرا کفر ہے بہتر دو چند
کچہہ خبر لیتے نہین افعال کی ۔ شرم ہے تجہکو نہ اوس احوال کی
یعنی مین کافر ہون پر ہون نیک کار ۔ تو مسلمان ہو کے ہے بد شعار
منصف اوسکو سنکے رنگین ہو ۔ کفر سے بد تر نکر اسلام کو
عرض میری مان از بہر خدا ۔ نیک ہوکر جی بہ بیسے ہاتہ اوٹہا
فی الحقیقت تو جیا گر سو برس ۔ اور نکالی تو نے سب دل کی ہوس

حکایت مرد کور و بینا

یعنے وہ شئے جو ہووے دیر پا
اوس سے تو اصلاد ل اپنا مت لگا

بس یہ دنیا ہے مقام رہگذر
اوس سے لازم ہے رہے تو پرحذر

ساتھہ دولت تیرے جانے کی نہین
رسم یہ ہرگز زمانے کی نہین

پر رکہے میرے کہے پر گر خیال
تو تو تیرے ساتھہ جاوے تیرا مال

یعنے راہ حق مین جو تو یان لٹا ہے
جتنا یان ہووے وہان وہ چند پاے

ہاتھہ او تہا دنیا سے دین کا کام کر
کرکے وان کا کام پہر آرام کر

یہ جو تم اور یہ دنیا کا ہے کار
سو چڑہائی اونٹ کی ہے اور اوتار

حکایت شتر

اونٹ سے پوچھا کسی نے ایکدم
بات تجھسے پوچھتے ہین ایک ہم

منزلین چلتا جو ہے تو لیکے بار
تجکو بہاتی ہے چڑہائی یا اوتار

بولا وہ جس اتنا آپہی لیجئے
یعنے ان دونو پہ لعنت بہیجئے

سو بعینہ خوب کیجئے جو خیال
دین و دنیا کا بہی ہے ایک حال

کچہ نہ عیش ایسے کئی دنیا کے بیچ
سوجہتی جس سے نہ ہمکو اونچ نیچ

دین کا بہی کچہ کیا ایسا نہ کام
جس سے کہشتا وانکا مت جاتا تمام

سگ ہے دہوبی کے نہ گہر کے نہ گہاٹ کے
آہ ہم گہر کے ہوئے نے گہاٹ کے

حال کی اپنے نہین ہے کچہ خبر
جون گل بازی ادہر ہین گہہ ادہر

سایۂ دیوار سان ہم آہ ہین
گہہ ادہر کے ہین اودہر کے گاہ ہین

جای گریہ ہے یہ ای رنگین خموش
ایک نکتہ بس ہے گر ہے تجکو ہوش

دیکھہ جان اور بوجھہ کر اندھا نہ بن ‏ ‏ زہر کو تو مت سمجھ کالے کا من

دل کو استغفار سے معمور کر ‏ ‏ کیجیو عصیان کی تن سے دور کر

کھینچکے راہ دین مین اسطرح یار ‏ ‏ جسقدر یمین جسطرح کھینچتا ہے تار

پیر کی مرضی سے باہر کرنہ کام ‏ ‏ تا نپاوے تو دغا سے نیکنام

کھیلنا اسکا اوسے معلوم ہے ‏ ‏ وہ جو تیرا بر سما مخدوم ہے

گر نہ سمجھا اوسکے کہنے کو تو حال ‏ ‏ تو خطا پاویگا اندہے کی مثال

سانپ کیا ہے سانپ نہیں سنگ ‏ ‏ تجہسے جا اکسا یمین تا الگ

گر رہا تو اس عدو سے ہوشیار ‏ ‏ بچ گیا تو لومڑی کیطرح یار

حکایت روباہ

لومڑی کا دشمن اک خرگوش تہا ‏ ‏ پر بہت بے عقل اور بیہوش تہا

لومڑی کی فکر مین رہتا تہا وہ ‏ ‏ اسکو مار ونگا یہی کہتا تہا وہ

ایکدن اک بہیڑیے کا بن کے پار ‏ ‏ یون لگا کہنے اوسے لے غمگسار

صدقے تجہپر سے یہ میری جان ہے ‏ ‏ آج کے دن تو مرا مہمان ہے

بہیڑیے کو مکر سے ہر چند یاد ‏ ‏ ہو لیا پر ساتہہ اوسکے ہوکے شاد

لومڑی سکے در پر اوسکو کہڑا ‏ ‏ آپ وہ خرگوش پہر اندر گیا

لومڑی سے یون کہا کر کچھ علاج ‏ ‏ تیرے گہر مہمان اک آیا ہے آج

اوسنے گہبراہٹ سے جو یہ بات کی ‏ ‏ سمجھی وہ کچھ ہے مقرر اسمین فی

تہی عداوت کی جو آئی اوس سے بو ‏ ‏ جانتی تہی اوسکو وہ اپنا عدو

١١

حکایت صیاد و شغال

ایکسنے صحرا مین پہیلایا تہا جال

میں جو صحرا کی ہوں وحشی جانور
جب بلایا مجھکو اوسنے چھوڑ کر

اس دلِ وحشی کو اپنے کرکرا
مجھکو اوسکے پاس جانا ہی پڑا

تھوڑے سے احسان پہ اسیر ایک ل
تو بہت احسان کو مت کر یا خیال

سُنکے مرغی نے کہا خاموش ہو
ہوش کر اتنا بہی مت بیہوش ہو

بینے سو مرغی یہ دیکھا ہے غذا
باز کو تو نے نہین دیکھا کب

کچھ نہین خواہان ہی تو میری جان کا
آدمی دشمن ہے میری جان کا

کیون نہ بہاگوں اوس وہ مرکو بچے
بہاگنا دشمن سے اپنے خوب ہے

پاس دشمن کے تو ہی رنگین بچا
دیکھہ ورنہ پائیگا آخر دغا

دوست کو تو دوست اپنا جان کہہ
پر عدو کو بہی ذرا پہچان کہہ

نصیحت

چار چیزونکو نہ تھوڑا جانیو
غرض یہ میری ہے اسکو مانیو

ایک تو ڈر یو بہت سا آگ سے
خوف کیجو اسکی اندک لاگ سے

کیونکہ اکدم مین یہ کافر نا کہان
پہونک دیتی ہے کہانسے تا کہان

دوسرے دُکہہ لینے ہو ہرچند کم
دور دل سے کیجو اوسکا نہ غم

کم ہو گو آزار پر اصلا کہین
اوسکو بڑہتے دیر کچھ لگتی نہین

تیسرے پہر خوف کرنا قرض سے
جانیو اوسکو زیادہ فرض سے

ایک دمڑی قرض ہو یا لاکہہ ہو
دہر مین مقروض کی کب ساکہہ ہو

چوتہے عاجز ہوے گو اپنا عدو
ہو جیو ایمن نہ اوس سے ایک مو

جائیگا ہر ایک یان سے خالی ہاتھ
لیکے جائیگا نہین کچھ کوئی ساتھ
ہان مگر جائیگا جو نیک کام
دہر مین جبتک رہیگا اوسکا نام
اور وہ جب دار البقا کو جائیگا
اوسکا ثمرہ اپنے حق سے پائیگا
فرق میری بات مین ہرگز نہین
گوش دل سے سنکے اسکو یقین
ایکدن آخر کو سب مر جائینگے
باغ دنیا سے گذر کر جائینگے
اب موافق اسکے ذرہ مجھسے تو
سانپ اور مینڈک کی سن لے گفتگو

حکایت مار و غوک

سانپ سے مینڈک نے پوچھا سچ بتا
میرے کہانے سے تجھے حاصل ہے کیا
سانپ بولا گو کہ گو کی بات ہے
رسم دنیا کی یہی دیرینہ ہے
موسے تو جا کے پوچھ ای بوالفضول
میرے کہانے سے ہے اوسکو کیا حصول
ہے برائی کرنی زنگی مین سخت عیب
کیونکہ بدلا اسکا ہے بے شک و ریب
اپنے افعالون پر اک ذرہ دھیان
دیکھ کیا کرتا ہے تو اے مہربان
مجھسے تقریر اپنی کر اوقات کی
ہے امید اسپر تجھے کس بات کی
کوئی غافل بھی کرے ہے ایسا کام
بوکے تھوہر چاہتا ہے کہائے آم
اب تو جان اور بوجھ کر نادان ہو
کچھ جو بوتا ہے تو اچھی چیز بو
کہہ گئے ہین اگلے جو اس ہاتھ دے
پھر وہی اس ہاتھ کا اوس ہاتھ لے
اب مطابق اسکے سن اے نیک زاد
مجکو نقل آئی مسافر کی ہے یاد

حکایت مسافر با خدا

بہائی سیر اجسگہڑی مرنے لگا
اپنے خالق سے ڈرا کر تو مدام
اور محتاجون کی خاطر کیجیو
حال دنیا پر نہ کچہہ کیجیو غرور
گو ہوا دو سو برس کا تیرا سن
بات پر اک ذرہ میری دہیان کر
جان کنی کے وقت کو مشکل سمجہہ
جسگہڑی تو قبر مین جا سوئیگا
تنگ ہوگا جب زمین کے جبر سے
جب نکیرین آئینگے کرنے عذاب
کسطرح تلوائیگا ایمان کو
کیہ کریگا کسطرح پل سے گذر
جسکے پیچہے یہ بلائین ہون وہان
سچ تو ہے رنگین ذرا تو خوف کر
ڈر تجہے کچہہ آہ یزدان کا نہین
مفت مین کہوتا ہے اس اوقات کو
مکر و فن گو کچہہ وہان چلتا نہین
ہو کے تابعدار نا فرمان نہو
مین تو سمجہاؤن تجہے ہر طرح آج

یون وصیت مجہکو وہ کرنے لگا
تا نہ بگڑین دو جہان مین تیرے کام
دسترس تک جو بنے سو دیجیو
مرگ کو مت جانیو اپنے سے دور
گور مین جانا ہے آخر ایکدن
غنیمت اس ہستی کو اپنی جان رکہہ
خود کو خرجان اور یار رنگل سمجہہ
اوسگہڑی کیا جانیے کیا ہوئیگا
تب کریگا کیا عذاب قبر سے
تب بتا دیویگا اونکو کیا جواب
کیا کریگا پلہ میزان کو
کسطرح جاویگا اوسپر سے گذر
حیف ہے گر وہ رہے پیہم یہان
دشمن اپنا آپ مت بن اسقدر
خوف ذرہ اپنے ایمان کا نہین
مانتا ہے کب کسیکی بات کو
تو بدی سے اپنی پر ٹلتا نہین
سب زلیخا پڑہ کے پہر نادان نہو
لیک مجہلے کا نہین ہے کچہہ علاج

ہے نصیحت کرنی اوسکو کیا ضرور
حسب حال اپنے ہی ذرہ دہیان دہر
مجہسے نقل اک سانپ کی سن کان دہر

حکایت مار مکار

اسقدر بوڑہا ہوا تہا ایک سانپ
سر اوٹہاتا وہ تو گرتا کانپ کانپ
سانپ کیا پر کالا آفت کا تہا

حکایت افغان منفعل

۱۵

صاحب سے آکر یہ پوچھا شاہ نے
بولا وہ دن تک نپایا رزق جب
وہ چھپا حجرے مین اک زاہد کے جا
بیٹا سویا اوسمین تھا زاہد کا ایک
تھا انگوٹھا پاؤن کا اوسکے بدن
دانت میرے لگتے ہی وہ مرگیا
اس سے آگاہی ہوئی زاہد کو جب
اسنے جس مینڈک کی خاطر ای الہ
پھر نہ اس تخم بدی کو بو سکے
بلکہ یہ خواہش مری دلچسپ ہو
تھا وہ زاہد بسکہ مقبول خدا
بھیجو اس عرض کو میری یقین
رحم کہا شہ نے یہ بات اوس سے کہی
شوق سے تو ایک مینڈک روز کہا
شہ کے فرمانے بموجب بر ملا
مینڈک اوسکے پاس روز آنے لگا
شکر حق کرنے لگا دن رات وہ
جیسے رنگین ہو گیا سب تو بھی پر
چین سے بیٹھا ہے گوشے مین الگ

تجھسے کیا جھگڑا لا ہے دیکھ اللہ نے
تب مین اک مینڈک پہ لپکا ایک شب
تھا اندھیرا اون تھا کچھ سوجھتا
چادر تانے ہوئے تھا سر پہ لیک
مینے پکڑا اوسکو مینڈک جان کر
روح سے اوس تن کو خالی کر گیا
کی دعا یون اوسنے میرے حق مین تب
میرے بیٹے کو ہے کاٹا بیگناہ
اور نہ مینڈک پر یہ قادر ہو سکے
مینڈکین پر اب ہوا در یہ اسپہ ہو
ہو گئی وو ہین قبول اوسکی دعا
اب مین مینڈک کو پکڑ سکتا نہین
حل ہو گھوڑا آج سے میرا سہی
تا کہ قوت مجھمین آجاوے ذرا
ایک مینڈک اوسکا راتب ہو گیا
روز اک مینڈک کو وہ کہانے لگا
یون بسر کرنے لگا اوقات وہ
ہین بہت سے ترے مکر ای شریر
خلق کو کہاتا ہے اپنے گھر مین ٹھگ

سوچ جیمین تب برہمن نے بچار — ڈال رکھکر روٹیان وہین اوسکو چار

دال آروٹی جب وہ رنگین کہا چکا — اور اک اوسمین سے ٹکڑا بچ رہا

اوسنے وہ ٹکڑا دیا جو تھین یہ نیک — اور کہا زہرہ اسے دے مجھکو نیک

تیسرے دن اوسنے اس حکمت سے تھا — بیٹھہ کر جو کے مین مارے خوب ہا

اوسکا یہ کردار نادار یسے تھا — یہ سمجھنا مت کہ عیاری سے تھا

اور ترا جو کام ہے ہستی سے آ — خوب دیکھا تو زبردستی سے ہے

جو ترا ہے نیک فعل اے ذوفنون — اوسکی تہ کو دیکھنے تو سے زبون

مکر گر ہیا نہین تو اپنا ڈال دیکھ — منصفی کر تو بھی ہے کچھ حال دیکھ

لوگ جو کہتے ہین تجھکو نیک ذات — مطلقاً تو مت یقین کر اونکی بات

نیک منھ پر تیرے کہتے ہین تجھے — تیری خلقت سے ہے آگاہی مجھے

تیرا ظاہر تو نہایت خوب ہے — پر جو باطن ہے سو بد اسلوب ہے

تیرے ظاہر کی تو رکھتا ہون سند — لیک باطن ہے نہایت تیرا بد

باندہ ہمت کی کمر کو ہوکے چست — مثل ظاہر باطن اپنا کر درست

ہوش سے تجھین اگر اے ہوشیار — سیکھہ لے تو اسکی حکمت مجھسے یار

کرکے توبہ پیر سے پھر کر رجوع — تا ہو تیرا اختر طالع طلوع

وہ ترے مقصد کرے سب اسطرح — اوس خدا رس نے کیئے تھے جسطرح

حکایت مرد خدا رس

تھا مرید اک پیر کا اک نوجوان — پر کچھ اوسپر سر نہوتا تھا عیان

حکایت بلبل و صیاد

ہاتھہ کہنڈا یہ جسکا ہے وہ دور ہے ۔ سنلے ویسے کا ہی یہہ مذکور ہے

حکایت زاہد

ایک زاہد اتقا مین طاق تہا ۔ زہد اوسکا شہرۂ آفاق تہا

اہل دنیا سے اوسے کچھہ ہب تہا ۔ کچھہ عبادت کے سوا مطلب تہا

پشت دے بیٹہا تہا دنیا کیطرف ۔ کرکے رو بیٹہا تہا عقبی کیطرف

دمبدم پیتا تہا وہ وحدت کا جام ۔ یاد حق سے رات دن تہا اوسکو کام

ایک نے اک دن اوسے جا کہہ دیا ۔ اوسنے فرا تہی سلام اوسکو کیا

اوس سے پوچہا ایک نے اے نیکنام ۔ کیون کیا جہک کرسے تو نے سلام

دل سے اپنے ایک بہر کر آہ سرد ۔ یون کہا اوسنے کہ سن اے نیکمرد

بد ہے گر نہ اپنے باز آئے ۔ نیک کیون نیکی سے اپنے ہاتہہ اٹہا

اسکا ثمرہ یہہ کہین پا جائیگا ۔ پہر دہوکے مین نہ کہا جائیگا

نیک کی پاداش نیکین نیک ہے ۔ پر سمجہتا کب ہے ہر ایک ہے

تجہکو دیتا ہون قسم قرآن کی ۔ سیر کر اک ذرہ گورستان کی

مر گئے ہین دیکہہ کیسے کیسے لوگ ۔ آہ چہوڑیگا تجہے بہی کب یہہ روگ

دیکہہ آتا ہے کسی کے کام کچھہ ۔ اوس سے باقی ہے سو اونکا نام کچھہ

یان کیئے تہے جسنے کچھہ اعمال نیک ۔ اوس جگہہ ہووےگا اوسکا حال نیک

اور کیئے تہے جسنے اوسکا کام بد ۔ اوس جگہہ اوسکا ہوا انجام بد

پہر تو اچہے کام کیون کرتا نہین ۔ مدت کے صدمے سے کیون ڈرتا نہین

حکایت سائیس

نوکر اک گھوڑے پہ اک سائیس تھا
پر حمق میں وہ بھون سے جیس تھا

روز اول ہی ولیکن اوسنے یار
پھر گیا تھا اپنے آقا سے قرار

لیجے جسدن آپکو خوش پاؤنگا
فرد اضافے کی اوسی دن لاؤنگا

اتفاقاً اوسکا آقا ایکبار
گھر گیا اک آشنا کے ہو سوار

تھا سر رہ اک جگہ اوسکا مکان
اوسکے اوپر جا کے بیٹھا وہ جوان

نیند میں سائیس بیخود ہو گیا
سر کے نیچے ہاتھ دھر کر سو گیا

اوسکو میراں جس دم مین تول کر
لیگیا گھوڑے کو کوئی کھول کر

آنکھ جو سائیس کھلی اوسکی کہین
دیکھتا کیا ہے کہ گھوڑا ہی نہین

جاکے کوٹھے پر کہا کیون جی میاں
چھوٹ کر گھوڑا بھی آیا ہے یہان

جب میان ہنسنے لگا دم توڑ توڑ
تب کہا سائیس نے یون ہاتھ جوڑ

آپ پہلے خوب سا ہنس لیجیے
دستخط پھر کچھ اضافہ کیجیے

حمق اچھی شے کچھ اے رنگین نہین
دیکھ مت اس جال مین پھنسنا کہین

چیونٹی کی موت جب آتی ہے یار
تب اوسکے لگتے ہین پر بے اختیار

سوچ کر فرما تو دانائی کو کام
رہ نہ غافل اس طرف سے صبح و شام

مچھلیون کا سنکے قصہ دل فگار
فرق کر دانا میں اور نادان میں یار

حکایت ماہی عقلمند و کم عقل و بے عقل

اس نصیحت کو ذرا رکھہ گوش مین — بیٹھہ تا مقدور با ہوش مین
دیکھہ نادانی نہین کچھہ خوب چیز — بہلا گئے ہین اس سبب اہل تمیز
احمقانی ہے تو ہے مرنا بہلا — اس جہان سے ہے گذرنا بہلا
عقل تہی تو گہر کا بدلا بر ملا — صاحب خانہ سے چڑیا نے لیا

حکایت گنجشک

ایک چڑیا تہی کہ تہا اک اوسکا نر — ایک کے گہر مین بنایا اوسنے گہر
تنکا اوسین سے جو گرتا سر پر آ — صاحب خانہ کو وہ لگتا برا
تہا جو اونچا باندہ کر اک روز بار — اوسنے وان سے گہر دیا اوسکا اوجہاڑ
بولا نر کچھہ فکر ایسی کیجیے — انتقام اس اپنے گہر کا لیجیے
بولی چڑیا ایک ہے ایسا علاج — جس سے لین بدلا ہم اپنے گہر کا آج
اوسنے پوچہا کیا ہے وہ مجکو بتا — بولی چپ رہ شام ہونے دے ذرا
جب ہوئی شب اور ہوا روشن چراغ — تب اوٹھی چڑیا وہ دل مین باغ باغ
چونچ مین لی اوسنے وہ بتی جو تہا — اور اوسے چہپر کے اوپر دہر دیا
ایکدم مین جل گیا وہ گہر تمام — یون لیا چڑیا نے اپنا انتقام
نفس کو دشمن ہے اپنے گہر بڑا — دب نجا اسکے مقابل رہ کہڑا
باندہ ہمت اور خدا کو یاد کر — اسکو مار اور اپنے دل کو شاد کر
گر ہوا غالب تو نفس شوم پر — لیگیا تو فخر ستارون پر
اسکو مارے اگر یہہ تیری ہے نہا — غالب آئے گر کسیطرح تو مجہسے سن

١٩

بس جو کچھ چلتا تہا چلتا تہا ریچھ
ہاتہہ دو تو قہر سے ملتا تہا ریچھ

ہاتہہ سے اوسکے ہوا وہ تنگ جب
جی مین اپنے فکر کی یہ اوسنے تب

ان سبھونکو ڈالئے اکدم مین مار
تاکہ سووے چین سے یہہ میرا یار

لایا اک پتھر اوٹھا کر دور سے
مکھیون پر اوسنے مارا زور سے

مکھیون کے ساتھہ پچکا اوسکا سر
روح اوسکی ہو گئی تن سے بدر

دوست جو نادان ہو اوس سے لاکھہ چند
دشمن دانا ہے خوب اے ہوشمند

دوست وہ ہے جو کہ جانی دوست ہو
ہے وہ دشمن جو کہ نانی دوست ہو

جسکو رنگین اپنے مطلب سے ہو کام
رکھ نہ یار اپنا اوسے اے نیکنام

آشنائی دیکھہ چہوٹون سے نکر
کیونکہ اسمین ہوئیگا تیرا ضرر

دوستی کر تو بڑے لوگون کے ساتھہ
تاکہ حاصل تجھکو ہو کچھہ ہاتہون ہاتہہ

سن بڑے چھوٹون کا اب مجھسے بیان
تاکہ یہہ نکتہ بھی ہو تجھپر عیان

ہے بڑے چہوٹے سے یہہ میری مراد
گر تو دانا ہے تو کر لے اسکو یاد

یعنے محفل مین کمینون کے نہ بیٹھہ
اچھی صحبت مین اگر بیٹھے تو بیٹھہ

گوش دل سے ایک سن مجھسے نقل
بس ہے وہ تجھکو اگر ہے تجھمین عقل

حکایت مرد عاقبت اندیش

ایک سے پوچھا کسی نے برملا
دوست جانی کتنے ہین تیرے سچ بتا

بولا وہ اب تو فراغت ہے مجھے
سب مہیا ناز و نعمت ہے مجھے

پوچھہ یہہ مت کون تیرا دوست ہے
آج تو دشمن بھی میرا دوست ہے

مہربان اپنے پہ اوسکو تاڑ کر
وہ بھی لپٹا اوسکو پیچھے پچھاڑ کر

ڈر کے مارے وہ نہ کھسکی زینہار
اوسنے مدت کا نکالا سب بخار

چور پر اسمین پڑی اوسکی نظر
یون لگا کہنے وہ اوسکو دیکھکر

ہان سے جو چاہے سو لیجا تو اوٹھا
پر خدا کے واسطے ہر روز آ

کیونکہ تہا مدت سے کہاتا پیچ طیش
تیرے باعث سے کیا خوب آج عیش

جس زن و شوہر مین نکمین ہو بیار
اوس زن و شوہر کی کیا ہے زیست یار

سن چکا اشراف کی تو داستان
اب کرون کم ذات کا کچھ بیان

کیا شرافت منحصر ہے ذات پر
ہے شرافت منحصر اوقات پر

جسکی جورو مین ہو وے خوبی زشت
جیتی جی اوسکو ہے دنیا مین بہشت

اور پڑے جسکو بری رنڈی سے کام
اوسکو دنیا ہی مین دوزخ ہے مدام

مجھکو اک مضمون سعدی یاد ہے
بوستان مین اوسکا یون ارشاد ہے

پارسا رنڈیکو مت گن زینہار
تو گدہی کو باندہ گو ہے چوریار

دیکھ تو بر خود غلط اتنا نہو
مت فلاطون جان اپنے آپکو

سوچ کر تو ہے تری تقریر کیا
تو ہے کیا اور ہے تری تحریر کیا

اپنی قدر و منزلت کو جان یار
کب تلک سمجھاؤن تجھکو بار بار

بس نہ ہو وہ زبان کو گرم کر
شرم کر آئے خدا سے شرم کر

پر نہ ہو ایسی بے شرم کر ہرگز کبھی
شرم تیلی کی نہو نے جیسے کی

حکایت عصار و زن بیہش

آپ سے پہونچے ہے وہ لیل و نہار / پر تو اپنی سعی سے سمجھے ہے یار

تیری لیکہ کوشش نہین ہے کچھ بجا / سعی سے تیرے بھلا ہوتا ہے کیا

ہو کے قانع حرص کو موقوف کر / واسطے روزی کے مت پھر در بدر

ہے قناعت تو جوانمردونکا کام / تس نہ اسپر مولوی کا ہے کلام

کاسۂ چشم حریصان پر نشد / تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

حرص دنیا کر نہ کافر کیطرح / مت فضیحت ہو مسافر کیطرح

حکایت مسافر و مہترانی

نقل کرتے ہین مسافر ایک تھا / سو سرای شہر مین اوترا وہ جا

وان آتا گہی وہ لا بازار سے / پاس سے بھٹیاری کے بیٹھا پیار سے

اور لگا کہنے کہ مزدوری پہلے / اسکو جلد لیسے پکا تو مجھکو دے

چاہا اوسکو اپنے جیمین ٹھان کر / متصل بیٹھا بہت ہی آن کر

چاہتی تھی وہ نظر اوسکی بچا کے / وان آتے مین سے اوسکے کچھ چرا کے

لیکن از بس تھا مسافر ہوشیار / پاس سے اوسکے نہ سرکا زینہار

گرچہ بھٹیاری بہت طرار تھی / اوسکی عیاری سے پر ناچار تھی

جیمین سوچی اس بلا کو ٹھیلئی / کچھ چرا آج اس سے کہیلئی

گو ہے اپنے کام مین اوستاد یہہ / بات میری بھی سکے پر یاد یہہ

قصہ کوتہ پک چکا جب وہ تمام / بیٹھا کھانے کیلیئے وہ نیکنام

ہاتھ دہو جب اوسنے بسم اللہ کی / مہترانی نے وہین تب آہ کی

سنکے وہ بولا سنا مجھکو نہین
آگہی اس بھید سے تجھکو نہین

گوش دل سے سن ارے نیکزاد
اندنون جسنے کیا ہے اپنا بیاہ

بی بی آئی ہے سو سیدانی ہے وہ
حسن مین یکتا و لا ثانی ہے وہ

یون سیادت کیطرف جاتا ہون مین
سید اس ناتے سے کہلاتا ہون مین

سنکے وہ بولا کہ اے مرد عزیز
کیا کہے سے کچھ بہی ہے تجھکو تمیز

رشتہ جورو سے لگاتا ہے کوئی
اسطرح سید کہاتا ہے کوئی

تو ہے نادان یا ہے رنگین ہوشیار
مین یہی تجھکو کہون گا بار بار

دیکھ ایسی خلق سے محفوظ رہ
جب ہا محفوظ تب محفوظ رہ

رحم دل ہو اور کرختی چھوڑ دے
غرض میری مان سختی چھوڑ دے

سوچ اسے کہتا ہون مین تکرار سے
نرم شے کٹتی نہین تلوار سے

گر نہین باور تجھے یہہ گفتگو
تو تو کانس اور بڑ کا سن احوال تو

حکایت کانس و درخت بڑ

دشت مین جو نرم ہوتی ہے وہ گہاس
جسکو کہتے ہین سب اہل ہند کانس

اوسکا کر سکتی نہین کچھ باد تند
بلکہ وہ کرتی ہے اسکے دانت کند

اور وہ بڑ تہال مین ہے جسکی جڑ
جڑ سے وہ اکدم مین جاتا ہے اکھڑ

جیسے ای رنگین ہو تجہسے طول
کچہ کرختی سے ہے تجھکو کیا حصول

مکر و فن تجھکو بہت سا یاد ہے
کام کا اپنے تو اک استاد ہے

کچہ ملایم سے ہے تو اور گاہ ہے کرخت
گاہ تو ہے رحم دل گاہ ہے سخت

حکایت بے نوا و قاضی

نقل ہے یہہ سنی ہے صاحبو
وہ گیا قاضی کے گہر فریاد لے
کہول کر قاضی نے جلد سے کتاب
آٹہہ آنے دے تو جرمانہ اسے
مان حکم شرع کو اب اسے گدا
بے نوا نے ڈہول اونکو بہی جڑی
قاضی جی بگڑے تو اونسے یون کہا
آٹہہ آنے ڈہول جب ٹہیری عیان
ایک کوڑا بے لنگوٹے مین مرے
ہے یہنا نا اسکا اب مجہکو محال
الغرض جتنے ہین دنیا مین فقیر
ہین یہہ سارے مالک دنیا و دین
گرچہ اپنے دکہہ کسیکو سے نہین
گو نہین ان سے عدو کو بہی ضرر
دوست اپنا جان انہین اے مقتدا

بے نوا نے ڈہول ماری ایک کو
تا کیا اس بیداد کی وہ داد دے
بے نوا کو یون کہا کہا پیچ و تاب
ڈہول ناحق تو نے ماری ہے جسے
تا قیامت مین سیاہ ہے تو جزا
پگڑی قاضی جی کے سر سے گر پڑی
کیون خفا ہوتا ہے اے بابو بہلا
پہیر ہے بے فایدہ آہ و فغان
سو یہہ سالے دہرتا ہون مین آگے ترے
وہ نوا اسکو بات لو بے قیل و قال
اونکو ای مسکین سمجہہ تو مت حقیر
کچہہ نہین ہے انکو فکر دوم و پینا
بلکہ سبکو فایدہ ہے ہر کہین
پر ڈرا کر اپنے تو شام و سحر
ورنہ پچہتا دیگا تو اوس شاہ سا

حکایت شاہ کہ باز را کشتہ پشیمان شد

چڑھ گیا اکدم مین اوپر ناگہان / دیکھتا پھر کیا ہے وہ جا کر وہان

مار مردہ اک ہے جھنسی مین پڑا / لنبا دس گز سے بھی وہ کچھ ہے بڑا

زہر اوسکا ملکے اوسجا تھا چکان / شکر حق کرنے لگا وہ نوجوان

باز کی خاطر وہ لے ہر سخط وہ / لاکہا کرتا تھا نفرین آپ کو

کام جلدی کا ہے ای رنگین زبون / کر گئے ہین پند یہہ سب رہنمون

ہے اونہین کا قول اور یہہ پند و پیست / تیر جستہ باز کے آید بدست

بات کو دریافت کر کر کیجیے / مفت کیون اپنے سر پر لیجیے

فعل بد نے جسکی گھڑی بگڑی ملود / پھر پشیمانی نہین کرتی ہے سود

یان کے کاروبار مین نادان ہو / کام مین عقبی کے مت انجان ہو

واسطے عقبی کے منہ دنیا سے موڑ / واسطے دنیا کے عقبی کو نچھوڑ

سوچ لے تجھسے جو آگے تھے یہان / سو وہ سب جیتے تھے اب ہین کہان

جانتا دنیا کو ہے کر در گذر / تا کہ ممکن ہو بھلائی سب سے کر

اور ہے جون کژدم تری خلقت مین نیش / تو تو کر جس دل کو چاہے اوسکو ریش

حکایت کژدم و سنگ پشت

ایک بچھوا ایک کچھوا تھا دوست / پر وہ دونون تھے باہم جون مغز و پوست

اتفاق اونکو ہوا ناگہہ سفر / پہونچے اک دریا پہ دونو آن کر

پشتہ پر جلدی سے بچھو کہہ چڑھا / تیرنے کچھوا لگا گردن بڑھا

تیرا کچھوا جب کہ آدھے پاٹ کو / ڈنک تب بچھونے مارے آٹھ دو

بولا وہ مین کیا چھپاؤن تجھسے بات — بیٹھے نان سوختہ کھائی تھی رات
اوسنے اک سرمہ دیا اوسکے لگا — اور کہا یون تھی یہی تیری دوا
یون کہا پھر اوسنے پھر کر آہ سرد — شب سے میرے پیٹ مین ہے خوب درد
اور تو درد چشم کی دے ہے دوا — اسکا کیا باعث ہے سچ مجھکو بتا
سنکے یہہ بات اوسکو بولا طبیب — آہ اپنی جان کا ہے تو رقیب
جیبین لیے سوچ لے اس خاطر آج — سینے آنکھوں کا کیا تیری علاج
نیک و بد سوجھے تجھے تا بعد ازین — پھر نہ ایسی چیز کھا جاوے کہین
تھی یہی پہلے دوا کرنی تری — کچھہ خطا اسمین نہین ہرگز مری
حرص مت کر تو بھائی نگین ذرا — حرص کرنا تو نہین ہے کچھہ بھلا
حرص کے مارے نکھار روٹی جلی — بات یہہ حق مین نہین تیرے بھلی
کب تلک تجھسے کرون مین قیل وقال — اب جلی روٹی کا سن لے مجھسے حال
ہے یہ نان سوختہ مال حرام — کھانہ ہرگز اوسکو تو اے نیکنام
درد سے ہو جسکے مرجانا بھلا — ایسے کھانے سے نہین کھانا بھلا
ہے نہ کھانا ہی کچھہ اوس دکھہ کا علاج — ہو سکے تو کر علاج اوسکا یہہ آج
یان تو ہنستے بولتے تہ کھائیگا — پر وہان جا کر بہت دکھہ پائیگا
اب تو مجھسے سن لے اک بلی کا حال — صبر کر اور مت طمع کا کر خیال

حکایت گربہ پیرزال

بلی اک بڑھیا کے گھر مین تھی پلی — دو قدم ہرگز نہ تھی وا انسے ٹلی

شکر کر حق نے دیا ہے تجھکو جو
صبر کر اور دل سے قانع اوسپہ ہو

مثنوی مین وہ جو تھے باب علوم
کہہ گئے ہین سو وہ مولانا ی روم

شکر نعمت نعمت افزون کند
کفر نعمت از کفت بیرون کند

آہ تو تو شکر کرتا ہی نہین
مطلقاً مرنے سے ڈرتا ہی نہین

کیا سمائی ہے وہ تیرے جی مین بات
جسپہ تو مغرور ہے دن اور رات

یہہ تکبر کام ہے شیطان کا
جوہر ذاتی ہے خلق انسان کا

بات تجھسے اب کہون مین دور کی
تجھسے سن تو نقل اک مغرور کی

حکایت مرد مغرور

درس مین جاتی تھے اک صاحب مدام
پر نہ لیتے تھے کسیکا وہ سلام

تھا غرور دولت اونکو بیشمار
خلق سے آگہ نہ تھے وہ زینہار

وہ کسیکو دہیان مین لاتے نہ تھے
سر کسیکے آگے نہوڑاتے نہ تھے

علم و فضل اپنے پہ تھے بھولے ہوئے
رہتے نخوت سے تھے وہ پھولے ہوئے

تھا بہت سا اونکو پندار و غرور
الغرض نزدیک اپنے تھے وہ دور

اکدن اک مرد فقیر آیا جو وان
اوسنے اونسے یون کہا اے مہربان

کیجیے وہ جو کر گئے ہین پیشوا
درس مین آنے سے یون ہوتا ہے کیا

خلق کا پڑہتے نہین تم قاعدہ
درس مین آنے سے ہی کیا فائدہ

ترک نخوت مین کرو مت دیر تم
درس مین آؤ نہ آؤ پھیر تم

سنکے یہہ بات اوسکو حالت ہوگئی
اون گناہون سے ندامت ہوگئی

دیکھکر رکھ پاؤن اپنا خاک پر | روز و شب مت کہہ نظر افلاک پر
ہے مثل جس شاخ مین آتا ہے بار | خاک کی جانب وہ جھک جاتی ہے یار
تو چلے ہے کیون فلک کو دیکھکر | یہہ تو کہہ کیون اینٹھتا ہے اسقدر

نصیحت

پانچ شخص ایسے ہین دشمن جان کے | دوست اپنا ہو او نہین پہچان کے
ایک تو جو شخص ہو بسیار خوار | ہووے ہیضے سے نہ وہ ماؤین یار
دوسرے جو شخص ہو اہل غرور | نیکنامی کو رکھے وہ دل سے دور
تیسرے اہل شجاعت روز جنگ | چاہیے ہو زندگی سے اپنی تنگ
چوتھے ہو جس شاہ کا احمق وزیر | دشمنون کا خود کو وہ سمجھے اسیر
پانچوین جو دوست ہو نادان سے | ہاتھ دھو بیٹھے وہ اپنی جان سے
اسپہ نقل آئی ہے اک مینڈک کی یار | چاہتا ہون مین تجھی سے اسکی داد

حکایت قورباغه و موش

ایک مینڈک ایک چوہے کا تہا یار | تہا باہم اخلاص او نہین بیشمار
ایک دن چوہے سے مینڈک نے کہا | کچھہ دوا اس درد کی مجھکو بتا
یعنے بل پر جب ترے آتا ہون مین | لیکے تیرا نام چلاتا ہون مین
تو نہین سنتا مری فریاد کو | سوخت دیتا ہے دل ناشاد کو
کچھہ پتا اس ڈہب کا تو مجھکو بتا | جس سے جب چاہون تجھے تب لون بلا

حق رکھے سبکو بری رنڈیے دور　　کہہ گئے ہین بات یہہ بیستا و شعور
گوش دل سے اس طرف کو کر خیال　　دو قبیلے جنکے تہے سن انکا حال

حکایت شخصیکہ دو زن داشت

ایک صاحب کے قبیلے دو تہے یان　　ایک بڑھیا اونمین تہی اک جوان
باری باری رہتے وہ ہر ایک کے پاس　　تاکہ ہو کوئی نہ اونمین سے اوداس
وہ جو تہے دو جوروؤنکے بس پڑے　　بال ڈاڑہی کے تہے اونکے کچہ بڑے
ساتھ بڑھیا کے وہ جب جاتے تہے جب　　نیند مین غافل وہ اونکو لیکے تب
وہ جو تہے ڈاڑہی مین بال اونکے سیاہ　　اونکو قینچی سے کترتی خواہ نخواہ
یعنی جب رہجائینگے سارے سفید　　ہوگی جورو دوسری تب ناامید
جانکر بوڑہا اوسے وہ ہوکے تنگ　　رات دن کرنے لگی کے اس سے جنگ
کچہ غنیمت مجہکو تب جانیگا یہہ　　جو کبہو گہی مین آوے مانیگا یہہ
رہتے جب وہ دوسری جورو کے گہر　　تب وہ غافل پاکے کرتی یہہ ہنر
جتنے ڈاڑہی مین سفید اونکے تہے بال　　موچنے سے لیتی وہ اونکو نکال
جنمین کہتی جب سفیدی جائیگی　　شرت آتے اس بات کی تب آئیگی
یعنی وہ بڑہیا ہے اور مین ہون جوان　　کیا غضب ہے وہ کہان اور مین کہان
شاید اس سبب سے اوٹہا وے ہاتہ　　رات دن لپٹا رہے پہر میرے ساتہ
الغرض دونون یہی کرتی تہین کام　　ہوگئی یا تو نہین اونکی ڈاڑہی تمام
دین و دنیا کے جو ہم ہین پایمال　　ہے یہی نقل ایسے ہمین حسب حال

حاسدون کے حق مین جو ارشاد ہے / سو تو ای نادان وہ تجھکو یاد ہے

دیدۂ و دانستہ حاسد ہو نہ تن / اور مصاحب کیطرح خونی نہ بن

حکایت بادشاہ و دو غلام

تھے مصاحب ایک شہ کے دو غلام / روبرو رہتے تھے وہ حاضر مدام

چین تہا شہ کو نہ ہرگز اونکے بن / تہا اونہین سے کام اوسکو رات دن

رشک سے پر وہ گرچہ تھے فراغ / بغض سے اونکو نہ تہا ہرگز فراغ

آخرش بغض و حسد سے تنگ ہو / مار ڈالا دوسرے نے ایک کو

پھر جو شہ نے سن یہ بلوایا اوسے / اور زبان اپنی سے فرمایا اوسے

دوسرے کو زہر جو تو نے دیا / عیش آدھا میرا ظالم کھو دیا

تجھکو ماروں اوسکے بدلے ای غلام / تا کہ پھر کوئی کرے ایسا نہ کام

دل سے اوسنے ایک پھر کر سرد آہ / ڈرتے ڈرتے یون کہا ای بادشاہ

قتل کر کر مجھے پچتائیگا / عیش باقی وہ بھی تیرا جائیگا

تو غنیمت جان اب جو عیش کو / عفو کر تقصیر بس غصے نہو

بادشا نے اوسکا سنکر یہ کلام / یون کہا بخشا تجھے جا ای غلام

بس اگر دی ہے خدا نے کچھ تمیز / تو تو مجھسے کان دھر کر سن عزیز

عمر گر تیری گئی آدھی گذر / باقی آدھی کو نہ کھو کچھ فکر کر

عمر جو گذری سو گذری غم نہ کھا / پھر جو باقی ہے نہ کھو اسکو بھلا

سر پہ آ پہونچے ترے مرنے کے دن / تو بتا کس فکر مین ہے رات دن

پانچوین آئین پہ رہنا مستقیم	تاکہ راضی تجھسے ہو تیرا کریم
صحبت بد سے چھٹے کیجو حذر	بلکہ اوسکو جیسے مت کیجو گذر
ساتوین اپنا ادب کیجو شعار	تا ترا خلقت مین ہو عزّ و وقار
آٹھوین یہہ پند میری مانیو	مرگ کو نزدیک دائم جانیو
اور نوین ڈریو عذاب قبر سے	واہیومت الین زمین کے جبر سے
دسوین مجھسکو فاتحہ سے کیجو یاد	تاکہ میری روح ہووے تجھسے شاد
میری بخشائش خدا سے چاہیو	اور شفاعت مصطفے سے چاہیو
مین جو چندسے دہر مین مہمان ہا	گرچہ دانا تھا ولے نادان ہا
میننے جیتی جی کئے لاکھون گناہ	جان کر نامہ کیا اپنا سیاہ
سالہا افسوس یادر گل جیا	مین جیا دنیا مین پر غافل جیا
تو کہین چلیو نہ میری راہ پر	رکھیو دہیان اپنے ذرا اللہ پر
میرے اعمالو نپہ مت کیجیو نظر	دہیان رکھیو تو خدا کے عفو پر
میری آمرزش طلب کرنا مدام	یاد رکھنا یہہ نصیحت و السلام

تمت

حکایت حضرت ذوالنون مصری وجواب وسوال شیطان

ذوالنون جو مرد با خدا تھا	شیطان کو اوسنے دیکھا اکجا
سر خاک پہ رکھکے روکے بیزار	سجدے کرتا ہے وہ نگون سار
پہنچایا فلک پہ ہے فغان کو	تکتا ہے کبھی وہ آسمان کو

حکایت حضرت مرد عابد

صوفی ... کا عذر

کاغذی ہر چند وہ مشہور تہا / ظاہرا نزدیک لیکن دور تہا

ایک حالت پہ وہ رہتا تہا مدام / جانتے تھے اوسکو سارے خاص و عام

جسطرف وہ دیکھتا تہا آنکھ بہر / وا ہے بہاگی تہی یارا وسکی نظر

کیا کہوں میں اوسکی کیا اوقات تہی / وہ کرامات اوسکی تہی جو بات تہی

فقر کے عالم میں وہ طاق / الغرض اک شہرۂ آفاق تہا

تہا وہ فقرا میں جہان کے انتخاب / بات جو اوسکی تہی سو تہی اک کتاب

مجھکو اک نکتہ یہ اوسکا یاد ہے / بارہا مجھکو کیا ارشاد ہے

کہ فقیری گر نہیں تجھکو جنون / مثنوی میں مولوی کہتا ہے یون

فقر کی دولت تری دولت ہے آیا / تجھکو مقدار اسکی نہیں ہے زینہار

مینے کردی تجھکو اپنی ہی خبر / آگے تو اسکو سمجھکر کر نہ کر

حکایت مرد تاجر کہ از شفقت بسیار مال ذخیرہ کردہ بود

حلب میں تہا بڑا ہی ایک تاجر / ہوئی یون موت اوسکی آکی ظاہر

کہ شکل ایک آدمی کی بنکی آئی / کہا اوسنے کہ تو ہی کون بہائی

کہا اوسنے قضا ہی نام میرا / ہونکو مارنا ہی کام میرا

ترا اب وقت آپہنچا ہی نزدیک / جہان یکدم میں ہوگا تجہپہ تاریک

کہا اوسنے کہ تو لی لاکھ دینار / مجھے اک دس برس ای یار مت مار

کہا اوسنے اجل تیری یقین ہی / بس اب فرصت تجھے ممکن نہیں ہی

کہا دو لاکھ لی دینار مت مار / مجھے ایک دو برس ای یار مت مار